# کیا
# مولانا سردار احمد(رحمۃ اللہ علیہ)
# محدث تھے۔

تصنیف:

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی صاحب
(رحمۃ اللہ علیہ)

مقالات شارح بخاری جلد سوم

# کیا مولانا سردار احمد صاحب محدث تھے؟

مولوی سردار احمد صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، بریلی کے مدرسہ کے بعد لائل پور کے مدرسہ میں شیخ الحدیث کہلاتے تھے، درس دیا کرتے تھے، مسلسلات سے انہیں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی اور کسی استاد فن حدیث نے ان کو ان کی حمایت میں نہ محدث کی سند دی تھی، نہ کسی نے ان کو کبھی محدث کہا یا لکھا۔ محدث تو وہ مشاہیر علماے دین کہلائے جنہوں نے زمانہ تابعین و تبع تابعین میں بڑی محنت مشقت و احتیاط سے احادیث شریفہ جمع کیں، اور نشر کیں، برصغیر ہند میں مشاہیر علماے کرام جیسے حضرت مولانا عبدالحق محدث کہلائے ہیں۔ اور چودہ صدی ہجری میں ہمارے برصغیر ہند میں حضرت مولانا امیر الملۃ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نور اللہ مرقدہ جن کو مسلسلات سے احادیث بھی پہنچی تھیں اور جن کو چودھویں صدی کے پہلے ربع میں مشاہر محدثین مکہ مکرمہ نے احادیث کی اجازت اور محدث کا خطاب مع سند عطا فرمایا تھا۔

امام دار الہجرۃ امام اہل سنت والجماعت و تابعی و جامع و ناشر احادیث تابعین (یعنی مصنف کتاب احادث مسمیٰ بہ موطا، و حرم شریف نبوی علی صاحبہا اُلوف التحیۃ والصلوٰۃ والسلام میں علم فن حدیث کے بے نظیر استاذ یعنی حضرت امام مالک مدفون جنۃ البقیع) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محدث اعظم کہنے کی کسی کو آج تک جرأت نہ ہوئی تو چہ نسبت خاک را با عالم پاک، مولوی سردار احمد صاحب (مدفون لائل پور) کو محدث اعظم لکھنا اور محدث اعظم کے خطاب ناصواب کی تشہیر مختلف جرائد سے جیسے انوار الصوفیہ قصور و رضائے مصطفیٰ گجرانولہ وغیرہ سے کروانا ایسے القاب و خطاب بخشنے اور ان کی تشہیر کرنے والوں کے حق میں مطابق شریعت و اہل سنت

والجماعت کیا حکم ہے؟ مفصل و مدلل جواب باصواب سے ممنون فرمائیں! بینوا توجروا عنداللہ و عندالناس۔

السائل: احقر العباد بخشی مصطفیٰ علی خاں مہاجر مدینہ منورہ۔از باب الحمام ،مدینۃ المنورۃ۔

## الجواب:

عمدۃ المتاخرین، وبقیۃ المتقدمین، استاد العلما، سند المحدثین حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یقیناً حتماً محدث تھے۔علما کی اصطلاح میں محدث وہ ہے جو حدیث کی تعلیم وتعلم میں مشغول ہو۔

سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں:

ولمن یشتغل بالسنۃ النبویۃ المحدث.

خود سائل کے مستند، اس کے نزدیک مسلم الثبوت محدث حضرت سیدنا وسندنا محقق و مدقق، آیۃ من آیات حبیب اللہ و برکۃ من برکات رسول اللہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مقدمہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ولھذا یقال لمن یشتغل بالسنۃ محدث.

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص سنت یعنی حضور سید عالم ﷺ کے قول و فعل، تقریر کے ساتھ مشغول ہو یعنی اسے پڑھتا ہو، پڑھاتا ہو، نشر واشاعت کرتا ہو، وہ محدث ہے۔حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کریمہ سبقاً سبقاً اپنے استاذ حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا مرشدنا حکیم ابو العلا مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، پڑھنے کے بعد تیس سال سے زائد احادیث کریمہ کا درس دیا، جس کا سائل کو خود اقرار ہے، لکھتا ہے: "پہلے بریلی میں بعدہ لائل پور کے مدرسہ میں شیخ الحدیث کہلاتے ہوئے درس حدیث دیا کرتے تھے" اس لئے حسب اصطلاح محدثین وہ یقیناً محدث

تھے، سائل نے یہ غلط کہا کہ مسلسلات سے انہیں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی، اور کسی استاد فن حدیث نے ان کو ان کی حیات میں نہ محدث کی سند دی تھی نہ کسی نے ان کو محدث کہا، نہ لکھا، جہاں تک اس خادم کو معلوم ہے حضرت موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک سند ان کے استاذ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے دی۔ دوسری سند حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور تیسری سند حضور سیدی وسندی اعلم علما، مرجع فضلا، کہف فقرا ,امام اہل سنت حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدسرہ مفتی اعظم ہند نے، آپ نے ان کو تمام سلاسل اولیا وقرآن وحدیث کی سند عطا فرمائی جو انہیں اپنے والد محترم مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت مولانا سیدنا شاہ حافظ وقاری عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سراج العارفین، قدوۃ السالکین، عارف ربانی مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملی تھی، جن میں ایک دو نہیں کئی سندیں مسلسل بالاضافۃ و مسلسل بالمصافحہ وغیرہ کی ہیں۔ ان سندوں کا دیا جانا ہی کسی کے محدث ہونے کے لئے کافی ہے، کسی کو محدث ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی محدث اسے لکھ کر دے کہ یہ محدث ہے، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ سند اجازت لکھ کر دے اگر یہ ضروری قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ ائمہ محدثین مثلا، امام بخاری، امام مسلم، وغیرہ وغیرہ محدث نہ ہوں کہ ثابت نہیں کہ انہیں کسی محدث نے سند لکھ کر دی، چہ جائے کہ یہ لکھ کر دیا ہو کہ یہ محدث ہیں کیوں کہ اس زمانہ میں تحریری سندوں کا رواج ہی نہ تھا بلکہ سند دینے ہی کا رواج نہ تھا۔ صرف کسی محدث سے حدیث سن لینا کافی ہوتا تھا۔

حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے عہد ہی میں تمام علماے اہل سنت نے محدث اعظم پاکستان لکھا، چھاپا جس پر سیکڑوں خطوط، ہزاروں اشتہارات، پیش کئے جاسکتے ہیں، سائل کو خبر نہیں تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج؟ اور اگر سائل کے زعم میں حضرت صدر الشریعہ، حضرت حجۃ الاسلام، حضرمفتی اعظم ہند اور پاکستان و ہندوستان کے علما محدث نہیں اور استادان فن نہیں تو وہ اپنے دل کی بیماری کا علاج کرائے۔

اگر آج حضرت پیر جماعت علی صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حیات ہوتے تو

وہ بھی شہادت دیتے کہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب ضرور بالضرور محدث تھے، نہ صرف محدث بلکہ عصر حاضر کے محدث اعظم، حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علمائے حرمین طیبین نے بھی سندیں عطا کی تھیں، لہذا سائل کے اس معیار پر بھی وہ ضرور بالضرور محدث تھے، سائل نے جوش عناد میں ایسی باتیں لکھ دی ہیں، جس کی رو سے امت کے کتنے مسلم الثبوت محدثین بلکہ خود سائل کے بھی مسلم محدث زمرۂ محدثین سے نکل جاتے ہیں۔

لکھتا ہے:

محدث تو مشاہیر علمائے دین کہلائے جنہوں نے زمانہ تابعین و تبع تابعین میں بڑی محنت و مشقت واحتیاط سے احادیث شریفہ جمع کیں، اور نشر کیں۔

سائل نے صرف انہیں مشاہیر کے ساتھ محدث ہونے کو خاص کیا جو زمانہ تابعین و تبع تابعین میں جامع حدیث و ناشر حدیث تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حضرات زمانہ تابعین و تبع تابعین میں گزرے نہیں وہ محدث نہیں، اب ذرا سوچئے کہ ایک قینچی سے اس نے کتنے محدثین کو زمرۂ محدثین سے کتر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام حاکم، حضرت امام بیہقی، ابن شیبہ، عبدالرزاق، ابونعیم وغیرہ وغیرہ سب کے سب نکل گئے کہ یہ نہ تابعی نہ تبع تابعی۔ نیز حضرت عبدالحق محدث دہلوی اور پیر جماعت علی محدث علی پوری بھی نکل گئے جنہیں سائل خود مان رہا اور لکھ رہا ہے کہ حضرت شیخ گیارہویں صدی میں گزرے ہیں اور محدث علی پوری چودھویں صدی میں، یہ جوش عناد ہی کا نتیجہ ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان کو زمرۂ محدثین سے نکالنے کے لئے ایسی بات لکھ گیا۔ جس سے خود اس کے مسلم الثبوت محدثین بھی اس زمرہ سے نکل گئے۔ بات یہی ہے کہ محدثین متقدمین ہوں یا شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہوں، ان سب کا محدث ہونا اس بنا پر ہے کہ ان حضرات نے احادث کا درس دیا، ان کی نشر و اشاعت کی۔ بحمدہ تعالیٰ حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان میں بھی یہ بات بدرجہ اتم موجود تھی کہ آپ نے کم وبیش تیس سال تک ہزاروں کو علم حدیث کا درس دیا، لاکھوں احادیث کی عوام وخواص میں اشاعت کی۔ اشاعت کا مطلب صرف یہی نہیں کہ فن حدیث میں کوئی کتاب لکھی جائے ورنہ لازم آئے گا کہ محدث علی پوری محدث نہ ہوں کہ ان کی بھی فن

حدیث میں کوئی کتاب نہیں، بلکہ پڑھانا، وعظ میں احادیث بیان کرنا، خصوصی مجالس میں ذکر کرنا، فتاویٰ میں لکھنا، مناظروں میں پیش کرنا اشاعت ہے۔ یوں ہی جمع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ احادیث زبانی سن کر یاد کی جائیں۔ کتب حدیث کا پڑھنا، مطالعہ کرنا بھی جمع ہے، بحمدہ تعالیٰ یہ دونوں باتیں محدث اعظم پاکستان میں بدرجۂ اتم موجود تھیں، اس لئے یہ ضرور بالضرور محدث ہوئے اور اعظم یوں کہا کہ جو لوگ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ سے واقف ہیں انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ احادیث کی اشاعت بذریعہ تدریس و تبلیغ و افتا، جتنی حضرت موصوف نے اپنے عہد میں کی، کسی دوسرے نے نہیں کی۔ نیز احادیث کے صحت و ضعف، علت و شذوذ وغیرہ وغیرہ اغراض کی معرفت، تعارض میں تطبیق، معانی کی تشریح میں جو ید طولی آپ کو حاصل تھا، ان کے عہد میں کسی کو نہیں تھا، اس لئے مسلمانوں نے انہیں محدث اعظم پاکستان کہا، محدث اعظم یہ خطاب ہے، خطاب علم ہے، اور اعلام میں الفاظ کے معنی لغویہ کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ ادنیٰ سی مناسبت کافی ہوتی ہے۔ رد المحتار میں خزائن الاسرار و بدائع الافکار فی شرح تنویر الابصار کے تحت "فی" کی توجیہ میں فرماتے ہیں:

ان کان من جزء العلمية فلا يبحث عن الظرفية والا فالاولىٰ حذف فی لانه خزائن الاسرار هو نفس الشرح وظاهر الظرفية يقتضی المغايرة.

پھر ظرفیت کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لا يمكن تعلقه بمذكور نظرا الى المعنى الاصلی قبل العلمية فان الاعلام وان كان المراد بها اللفظ قد يلاحظ معها المعانی الأصلية بالتبعية.

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اعلام میں ان کے معنی قبل علیت کا اعتبار من کل الوجوہ ضروری نہیں، صرف لحاظ وضع واضع وتعیین لفظ کا ہے، اسی میں دوسری جگہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

واما توقف فهم معناه العلمی علی فهم جزء به ففی حيز المنع فان فهم المعنى العلمی من امرئ القيس مثلا يتوقف علیٰ فهم ما وضع ذلک اللفظ بازائه وهو الشاعر المشهور وان جهل معنى كل من مفرديه.

دیکھئے! صاف تصریح ہے کہ أعلام کے معنی سمجھنے کے لئے اس کے معنی لغوی کا جاننا ضروری نہیں ہے، صرف اس کے موضوع لہ کا جاننا کافی ہے۔ جس کے مقابلہ میں یہ وضع کیا گیا ہے، اسی طرح محدث اعظم پاکستان جب کہ خطاب ہے جو اعلام سے ہے تو اس کی صحت کے لئے اتنا کافی ہے کہ عرف میں حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے لئے وضع کیا گیا ہے، عوام وخواص سب نے ان کے لئے یہ لفظ استعمال کیا، اس کی صدہا نظیریں ہیں، فاروق اعظم وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب ہے، حالانکہ معنی لغوی کے اعتبار سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے، غوث الثقلین حضور سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، حالانکہ اس کے معنی لغوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے، صاحب شرح وقایہ کا لقب صدر الشریعہ ہے حالانکہ اس کا معنی لغوی ایسا ہے جو سوائے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق نہیں، ان سب کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ یہ سب القابات وخطابات ہیں، جن کے حقیقی لغوی معنی ملحوظ نہیں بلکہ صرف وضع وتعیین کے اعتبار سے جس کے لئے معروف ہو گیا، اس پر بولا جائے گا اور یہ خطاب اپنے عصر او زمانہ کے اعتبار سے متعین ہوئے ہیں، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یقیناً حتماً حضرت مولانا سردار احمد محدث پاکستان سے بدرجہ افضل واعلیٰ برتر وبالا ہیں، اگر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نعلین مبارک کی خاک انہیں مل جاتی تو وہ سرمہ بناتے، لیکن محدث اعظم ان کا لقب ہونا اس کا مقتضیٰ نہیں کہ اب یہ کسی کا خطاب ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر اس کا التزام کرے کہ جو القاب امام مالک کے ہیں وہ ان سے کم درجہ والوں کے لئے نہیں ہو سکتے تو پھر حضرت امام مالک کا خطاب محدث نہیں، یہ دوسروں کو جو حضرت امام مالک سے بدرجہا فروتر ہیں، کیوں محدث کہتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی، جناب پیر سید جماعت علی صاحب کو اس نے محدث مانا اور یہ حضرات کبھی کبھی حضرت امام مالک کے برابر نہیں، یہ بہت بڑا مغالطہ ہے، سائل نے سمجھ رکھا ہے کہ جو خطاب افضل کا نہ ہو وہ مفضول کا نہیں ہو سکتا۔ اگر سائل کے سمجھے ہوئے اس قاعدہ کو درست مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عمر کا جو خطاب فاروق اعظم ہے،

حضرت عثمان کا غنی ہے، حضرت علی کا شیر خدا ہے، حضرت امام اعظم کا امام اعظم امام الائمہ، حضرت غوث اعظم کا غوث الثقلین ہے، صاحب شرح وقایہ کا صدر الشریعہ ہے، ان کے دادا کا تاج الشریعہ ہے، یہ سب ناجائز یا کم از کم نادرست ہوں کہ حضرت عمر سے حضرت ابو بکر افضل ہیں، ان کا خطاب فاروق اعظم نہیں، حضرت عثمان سے حضرت عمر و حضرت ابو بکر دونوں افضل، ان کا خطاب غنی نہیں، پھر یہ تینوں حضرات حضرت علی سے افضل، ان تینوں کا لقب شیر خدا نہیں، یہ سب حضرات حضرت امام اعظم سے بدر جہا افضل، مگر کسی صحابی کا خطاب امام اعظم اور امام الائمہ نہیں، یہ تمام حضرات صاحب شرح وقایہ اور ان کے دادا سے بدر جہا افضل ہیں مگر ان میں کسی کا خطاب صدر الشریعہ و تاج الشریعہ نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سائل کا سمجھا ہوا قاعدہ درست نہیں، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مفضول کا لقب ایسا رکھا جائے جو افضل میں نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ "محدث اعظم پاکستان" حضرت مولانا سردار احمد صاحب کا لقب ہے جو ان کی خدمت حدیث سے متاثر ہو کر اہل سنت کے عوام و خواص نے دیا۔ اس کے لئے نہ نص قرآنی کی حاجت ہے نہ ارشادات حدیث کی، نہ اقوال علما کی۔ لقب رکھنے کے لئے معنی لغوی کے ساتھ ادنیٰ مناسبت کافی ہوتی ہے۔ من کل الوجوہ اس کا صدق لازم نہیں اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر محدث کے معنی مصطلح عند الشرع دیکھا جائے تو یہ معنیٰ یقیناً حتماً حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں پائے جاتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک کا کثیر حصہ احادیث نبویہ کی نشر و اشاعت، تعلیم و تدریس میں بسر ہوا، جس کے نتیجے میں پاکستان ہندوستان کے علاوہ ممالک غیر میں بھی سیکڑوں وہ تلامذہ حضرت والا کے موجود ہیں جنہوں نے آپ سے احادیث پڑھیں، اور سندیں لیں، ہندوستان رہے تو یہاں کے حلقہ درس میں ہندوستان کے تمام سنی مدارس سے زیادہ آپ کے یہاں دورۂ حدیث میں طلبہ پائے جاتے تھے۔ پاکستان گئے تو تھوڑی مدت میں تشنگان علم حدیث کے مرجع اعظم بن گئے۔ اس لئے آپ کی ذات یقیناً اس کی مستحق تھی کہ محدث اعظم کا لقب پاتی، اس پر اعتراض کرنا حضرت والا درجت کے احوال سے ناواقفی کی بنیاد پر ہوسکتا ہے، جو آپ کے تبحر

علی سے خصوصاً علم حدیث سے واقف ہے وہ تسلیم کرے گا کہ آپ کا لقب بالکل درست اور صحیح ہے، امید ہے اب آپ کو ہر طرح اطمینان ہوگیا ہوگا، اور اب کوئی شک وشبہہ نہ رہا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شریف الحق امجدی اعظمی غفرلہ

الجواب: صحیح، واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفےٰ رضا خاں قادری غفرلہ

(ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، فروری ۱۹۹۲ء ص: ۹ تا ۱۴)

☆☆☆